بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز ◐ افغان مجاہدین کی فتح مبین اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح

وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے ۵ مئی کو اپنے ٹی وی اور ریڈیو کے نشری خطاب میں قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں تاریخی کردار پر اعترافِ عظمت و کمال سمیت خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق مرحوم کے (جہادِ افغانستان میں) کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان کی تقلید میں ان کے صاحبزادے (مولانا سمیع الحق) کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں"۔

جہاں تک غیرت و حمیت کی سرزمین افغانستان کے افغان فرزندوں کی بات ہے تو ان غیور مجاہدین اور جیالے مسلمانوں نے بالآخر اپنے ناقابل تسخیر جذبۂ ایمانی کی قوت سے ثابت کر دیا ہے کہ اگر آج بھی ابراہیم کا ایمان ہو تو آگ انداز گلستاں پیدا کر سکتی ہے۔ محوِ تماشائے لبِ بام رہنے والی دانشوری کے مقابلے میں محمد عربی ﷺ کے ان دیوانوں نے آتش نمرود میں بے خطر کود کر ایک دنیا کو حیرت زدہ کر دیا اور دکھا دیا کہ وہ آج بھی حضرت خالد بن ولید اور حضرت علی مرتضیٰ کی داستانوں اُحد، تبوک حنین، خندق اور بدر کے تاریخی معرکہ لیتے جہاد کو پھر سے جیتی جاگتی حقیقتوں کا روپ دے سکتے ہیں۔ قرآن کا اٹل فیصلہ۔

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله اس حقیقت واقعہ کا عملی مظہر ہے۔

کمیونسٹ روس جیسی غاصب جابر اور بے رحم عالمی طاقت کو جو ترکستان کے مسلم علاقوں کو ہڑپ کر جانے ہنگری، چیکوسلواکیہ اور پولینڈ پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لیے فوج کشی کا وسیع تجربہ رکھتی تھی جس نے کسی بھی علاقے پر یلغار کی تو اس کا مقابلہ ناقابل تصور ہو گیا۔ مگر جدید جنگ کے رموز سے ناآشنا اور غیر تربیت یافتہ مجاہدین نے اسے جس شرمناک ہزیمت اور شکست و ریخت سے دوچار کیا ہے وہ حریت انسانی کی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جسے کبھی بھی بھلایا نہ جا سکے گا۔

مجاہدین افغانستان کی فتح مبین کے اس عظیم الشان واقعہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے یہ سبق موجود ہے۔

کہ ان کی طاقت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف ان کا عقیدۂ توحید اور دین اسلام ہے ان کے لیے دنیا میں عزت اور وقار کا راستہ صرف اسی عقیدے سے مکمل وابستگی اختیار کیے رہنا ہے یہی چیز انہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکتی ہے اور ان کے لیے دنیا کے ہر خطے میں کامرانیوں کی راہیں کھول سکتی ہے۔

مجاہدین افغانستان نے جو دنیائے انسانیت کی تاریخ کا بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے درحقیقت اس نے ایک ارب مسلمانوں ہی کا سر فخر سے بلند نہیں کیا بلکہ دنیا کے تمام حریت پسندوں کو بڑی سے بڑی طاقت کے مقابلے میں سر اٹھا کر چلنے کا حوصلہ عطا کیا ہے اور سامراجی طاقتوں کی، خواہ وہ کسی رنگ اور کسی شکل میں ہوں ہمتیں پست کر دی ہیں بلاشبہ تمام مسلمانان افغانستان خصوصاً ان کے جری مجاہدین اور علم و عمل صالح اور شجاعت و فراست ایمانی کی دولت سے مالا مال ان کی علمی و دینی قیادت اس فقید المثال کامیابی پر بیش از بیش مبارکباد کے مستحق ہیں اب افغان قیادت کا فرض ہے کہ وہ حکمت عملی اور دانشمندی سے اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے ایسے کردار کا مظاہرہ کرے کہ مستقبل کا افغانستان ساری مسلم دنیا کے لیے رہنمائی اور قیادت فراہم کرے اور صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے تمام عالم اسلام کیلئے قابل تقلید مثال بن سکے۔

تاہم ناسپاسی اور ناحق شناسی ہوگی کہ فتح و کامرانی اور مسرت و شادمانی کے اس موقع پر ان شخصیات کو بھلا دیا جاتے جو خود افغان قیادت، افغان علماء اور عام مجاہدین اور تاریخ کی سچی شہادت کے آئینے میں اس عظیم الشان کامیابی کے ہیرو ہیں بلاشبہ سیاسی اعتبار سے یہ شہید ضیاء الحق کی دور اندیشی، تدبر و فراست، قوت فیصلہ، حکمت عملی اور کامیاب خارجہ پالیسی تھی مگر عملی اور افرادی قوت مہیا کرنے کے اعتبار سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح کا جذبۂ ایمانی، جوش جہاد، عزیمت عمل اور ولولۂ تازہ تھا جنھوں نے معرکہ کارزار کے سپاہی، محاذ جنگ کے جرنیل، جذبۂ جہاد کی انگیخت کرنے والے خطیب دنیائے انسانیت کو جھنجھوڑ کے رکھ دینے والے واعظ اور اقبال کے بے تیغ لڑنے والے مومن سپاہیوں کی صورت میں کثیر افرادی قوت مہیا کی جس کی بناء پر حریت انسانی کی تاریخ کے اس سنہرے باب کا رقم کیا جانا ممکن ہو سکا۔

مجاہدین افغانستان کی بھرپور حمایت و تائید، جہاد افغانستان میں عملی شرکت اور افغان سرحد کے قریب واقع ہوتے اور میزائل اور بموں کا قریبی ہدف ہونے کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کو پوری طرح جہاد میں جھونک دینے کا فیصلہ یقیناً نہایت مشکل فیصلہ تھا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح نے آج سے ۱۳ سال قبل جہاد کے آغاز کار میں اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ کے ایک لاکھ کے قریب حاضرین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوتے جب افغان جہاد کی حمایت کا اعلان کیا اور پھر دارالعلوم میں مجاہدین کی سرپرستی، معاونت اور افغانستان میں ان کے کام کرنے کیلئے

لائحہ عمل مرتب کیا تو ہمارے بہت سے دانشور اور سیاست دان اسے مسلسل غیر سنجیدہ اور احمقانہ اقدام قرار دیتے رہے دیوانگی اور جنون کے فتوے لگاتے ۔ اغیار تو پھر اغیار تھے بعض اپنوں نے بھی حضرتؒ کے عمل کو ایک خندہ استہزاء سے ٹھکرا دیا
یہ وہ دور تھا جب بڑے بڑے نامور سیاست کار اور جغادری حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو تسلیم کرکے روسی جارحیت کو سند جواز عطا کر دے ادھر بہت سے نامور علماء ، بعض اداروں کے مشاہیر مہتمین اور سیاسی قد کاٹھ کی اہم ترین شخصیات نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو کے جی بی را اور خاد کے وحشیانہ مظالم اور اندوہناک تخریب کاریوں کا ہدف بننے ، دارالعلوم کے مستقبل کی تاراجی اور عملی طور پر یکہ و تنہا رہ جانے کے اندیشہائے عزق و حق دلاکر انہیں جہاد عزیمت و انقلاب سے روکنا چاہا۔

مگر یہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی غیرت ایمانی کا تقاضا اور خالص دینی معاملہ تھا لہٰذا جہاد کی عملی حمایت اور افرادی قوت فراہم کرنے کا فیصلہ ان کے لیے نہایت آسان ہوگیا اور کسی ہچکچاہٹ کے بغیر انہوں نے اپنے کمزور وسائل ، نحیف و نزار جسم روس جیسی سپرپاور اور کے جی بی جیسے ظالم اور تیر بہدف کردار ادا کرنے والے عالمی جاسوسی ادارے کی تمام شر انگیزیوں کے باوصف روس کے غلط اقدام کو پوری قوت سے چیلنج کرنے اور عملی طور پر میدان کارزار کے افراد مہیا کرنے اپنے تلامذہ اور دارالعلوم کے فضلاء کو ٹکرا جانے کی ترغیب اور عملاً جہاد شروع کر دینے کا اقدام کر ڈالا۔

چنانچہ ۲۹ اپریل کو جب وزیر اعظم پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور آئی ایس آئی کے سربراہ سمیت پاک فوج کے سربراہوں ، ملک و بیرون ملک کے صحافیوں کے ساتھ سب سے پہلے غیر ملکی وفد کی صورت میں کابل پہنچے تو پاک فوج کے جرنیلوں کو اپنے جائزہ رپورٹ اور وہاں مشاہدۃً یہی معلوم ہوا کہ افغانستان کے ۸۰ فیصد علاقے پر فوجی قیادت کرنے والے جرنیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے روحانی فرزند دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں جو بلا کسی تخصیص کے تمام مجاہد تنظیموں میں شریک ہیں تو انہیں بے اختیار گفت و شنید میں اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ واقعۃً یہ دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ محض تدریس کا ایک مدرسہ نہیں بلکہ عظیم فوجی چھاؤنی بھی ہے اور اسی سلسلہ میں اس کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا کردار شالی ہے۔

فوجی جرنیلوں کا یہ اعتراف باہمی مذاکرہ اور پھر وزیر اعظم پاکستان کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور ان کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں تاریخی کردار کو خراج تحسین اور اعتراف عظمت و کمال بھی جرأت حق شناسی کی ایک تاریخی شہادت ہے اس سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی عظمت میں مزید کوئی اضافہ نہیں ہوا کہ ان کو ایسی کسی بھی سند کی ضرورت نہ تھی وہ جس ذات کے لیے کام کرتے تھے وہ کام بھی جانتی ہے اور نام بھی جانتی ہے بلکہ اس سے خود وزیر اعظم کی صفت حق شناسی کا اظہار ہوا ہے جو بجائے خود ان کے لیے ایک

بہت بڑا اعزاز ہے۔

گو حضرت شیخ الحدیثؒ دارالعلوم حقانیہ، اس کے روحانی ابناء اور فضلاء اور شیخ الحدیث کے جانشین مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں بنیادی مستقل مسلسل اور موثر کردار کو پروپیگنڈے کا کوئی ادارہ اور مغربی استعمار کی آلۂ کار کسی جماعت یا حزب کی طرح اخبارات پر تسلط اور پریس کوریج کا کوئی ہتھکنڈہ حاصل نہ رہا مگر قلت وسائل اور خودنمائی و خودستائی سے سو فیصد احتراز و اجتناب کے باوصف جو لوگ بنیاد کے پتھر بنے اور جن کی عظیم تر منصوبہ بندیوں، رجال کار کی تربیت اور قربانیوں پر جہاد افغانستان کی عمارت تعمیر ہوئی ان کا عمل اخلاص وہ ذات ضرور جانتی ہے جس کی رضا کے حصول کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا۔

ایسے حقائق اور آفاقی سچائیاں جھوٹے پروپیگنڈے کی یلغار سے کبھی نہیں چھپائی جاسکتیں جس کا واضح ثبوت معاصر عزیز "تکبیر" کراچی کی حالیہ جسارت ہے جسے جہاد افغانستان کی ۱۳ سالہ خونچکاں روئیداد میں جماعت اسلامی اور حکمت یار گلبدین کے سوا کچھ بھی نظر نہ آسکا۔ جسے جمہوریت کی علمبرداری، شورائیت اور ارباب حل وعقد کی اکثریت کی رائے کی ترجیح کے ہمہ وقتی دعووں کے باوصف نہ تو کبھی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق یاد رہے نہ ان کے تلامذہ کا اس انداز سے ذکر ہوا نہ مولانا سمیع الحق اور ان کے مساعی کو خراج تحسین پیش کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور نہ کبھی "اکوڑہ خٹک والوں" کا کردار ان کے پرچہ میں جگہ پاسکا مگر اب جب "جادو وہ جو چڑھ کر بولے" کی طرح اکوڑہ خٹک والوں کا موثر کردار پوری دنیا پر عیاں ہو کر سامنے آگیا تو ہفت روزہ تکبیر کو بھی اپنا صحافتی حصہ ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہمیں اس سے بحث نہیں کہ انہوں نے کس انداز سے "اکوڑہ خٹک والوں" کا تذکرہ کیا اور ہمیں اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں کہ ؎

واذا اتتك مذمتي من ناقص فهي الشهادة لي باني كامل

اس کا جواب بھی تو خود معترض کی تقریر میں موجود ہے۔

ع زباں کچھ اور بولتے، پیرہن کچھ اور کہتی ہے

حقائق کیا ہیں؟ گذشتہ تین چار پرچے ہفت روزہ تکبیر کے دیکھ لیجئے منجھے ہوئے تجربہ کار صحافی اور مانے ہوتے قلمکار بھی بے چارے ہزار توجیہات اور تاویلات میں دور کی کوڑیاں ملاتے اور فقط باتیں بناتے نظر آتے ہیں۔

؎ وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

معلوم ہوتا ہے کہ بزعم خود اسلامی جمہوریت، اسلامی اخلاق، اسلامی اجتماع اور اتحاد کا علمبردار پرچہ "تکبیر"

بھی حزبی تعصب اور جماعتی فرقہ بندی کی بھینٹ چڑھ گیا ہے ہماری اس تمام تر گذارش کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر جیسے دینی اور اسلامی صحافت کے علمبردار پرچے کو گذشتہ ۱۳ سالہ جہاد افغانستان میں " اکوڑہ والوں " کا مرکزی بنیادی اور عالمی کردار نظر آنے (جس کا اعتراف انہوں نے اس پرچے شمارہ ۲۱ میں بھی کیا ہے) کے باوجود بھی کبھی از روئے عدل و انصاف یا بہ تقاضائے صحافت و دیانت دو حرف لکھنے اور چھاپنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

مگر آج جب "اکوڑہ والے" کسی عظیم شیطنت، کسی امریکی منصوبہ بندی اور حزبی و جماعتی تعصب کے شیشہ میں نہ اُتر سکے تو تکبیر نے تمام اصولی اور اخلاقی قدروں اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے خواہ مخواہ کچھ کہہ ڈالنا ہی ضروری سمجھا۔ مگر

من انداز قدت را مے شناسم

جو اس بات کا بین ثبوت ہے اور جو تمہارے ہاں بھی مسلم حقیقت ہے اور جس حقیقت واقعہ کا اظہار آج تک تم نہ کر سکے کہ " اکوڑہ خٹک والوں " کا جہاد افغانستان میں انقلابی کردار رہا جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحؒ کے جہادی مساعی کی عظمت، جامعیت، وسعت اور ان کے مسلمہ کردار کی واضح شہادت ہے جسے اپنے تو خیر اپنے رہے پرائے بھی تسلیم کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے جن حالات میں جہاد کی عملی حمایت کا پُرعزم فیصلہ کیا تھا بلاشبہ ایسے ہی فیصلے زندہ قوموں کی تاریخ بناتے ہیں اور ایسے فیصلے کرنے والے تاریخ میں زندہ و جاوید ہو جاتے ہیں، جبکہ بزدلی اور مصلحت کوشی، مفاد پرستی اور جھوٹی شہرت اور ہوس پرستی کی راہیں اختیار کرنے اور اس کے مشورے دینے والے خس و خاشاک کی طرح بے نام و نشان رہتے ہیں۔

عبدالقیوم حقانی

گھر بیٹھے عربی سیکھئے

آپ قرآن و حدیث سمجھ کر پڑھنا چاہتے ہوں یا عرب ممالک جا کر معقول مشاہرہ پر ملازمت۔ آپ کو پیارے نبیؐ کی پیاری زبان عربی سیکھنی چاہیئے۔ آیئے ہم آپ کو چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں گھر بیٹھے بذریعہ خط و کتابت (یومیہ ۳۰ منٹ میں) مکمل عربی معہ گرامر نہایت سہل انداز سے سکھائیں۔ مزید تفصیلات: ۸۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

پتہ۔ ادارہ فروغ عربی پاکستان۔ سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص سندھ